

امام ابو بکر جصاص رازی حنفیؒ (سوانح، علمی مقام و خدمات)

تحریر: مولانا نسیم احمد قاسمی مظفر پوری، پہلواری شریف پٹنہ (انڈیا)

نام احمد بن علی بن الحسین بن شریار الرازی رحمہ اللہ "کنیت ابو بکر اور لقب جصاص رحمہ اللہ ہے۔ (۱) صاحب کشف الظنون نے آپ کے تین نام ذکر کئے ہیں۔ احکام القرآن کا ذکر کرتے ہوئے محمد بن احمد المعروف بالجصاص الرازی رحمہ اللہ، شرح ادب القاضی للنصاف کے ذیل میں احمد بن علی اور مختصر کرخی کی شروح کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد بن علی تحریر کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام احمد بن علی ہے۔ (۲) جصاص رحمہ اللہ لقب پڑنے کی وجہ سمعانی نے یہ لکھی ہے کہ آپ کے یہاں "گج" کا کام ہوتا تھا اس لئے جصاص رحمہ اللہ کہا جاتا ہے۔ اور رازی رحمہ اللہ خلاف قیاس "ری" کی طرف منسوب کر کے کہا جاتا ہے۔ (۳)

امام ابو بکر رازی رحمہ اللہ کی ولادت ۳۰۵ھ میں "ری" شہر میں ہوئی جو اس وقت علم و فکر کا مرکز اور علماء و فقہاء کا مولد و مسکن تھا "ری" شہر کے متعلق علامہ اصطخری کا بیان ہے کہ "ری" اصہبان سے آبادی کے لحاظ سے بڑا ہے۔ "ری" کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں عامل کوفہ کو تحریر فرمایا کہ عروہ بن زید النخعی الطائی کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ "ری" فتح کرنے کیلئے بھیج دو انہوں نے حکم کی تعمیل کی، حضرت عروہؓ نے "ری" پر لشکر کشی کی اور اہل ری سے قتال کے بعد قتیاب ہوئے (۴) صاحب فوائد البیہ نے آپ کا مولد "بغداد" (۵) اور صاحب تذکرۃ الحفاظ نے "نیساپور" کو قرار دیا ہے۔ (۶)

تعلیمی سفر کا آغاز

امام ابو بکر رازی رحمہ اللہ نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز اپنے وطن "ری" سے کیا، جہاں بڑے بڑے ماہرین فن موجود تھے، امام کی علمی تشوونمائیں "ری" کا بڑا دخل ہے۔ آپ بیس سال تک "ری" میں رہ کر وہاں کے علماء و فقہاء سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ پھر خیال ہوا کہ وطن سے نکل کر اپنی علمی تشنگی دور کی جائے، چنانچہ حصول علم کی خاطر بیس سال کی عمر میں آپ نے سب سے پہلا سفر ۳۲۸ھ میں بغداد کا کیا۔ بغداد اس وقت فقہ حدیث اور دیگر علوم عربیہ کا عظیم مرکز تھا۔ نامور علماء اور محدثین واردین و صادرین کی علمی تشنگی دور کرنے میں مصروف تھے۔ بغداد میں آپ کو امام ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا، امام کرخی رحمہ اللہ کے تفقہ نے امام رازی رحمہ اللہ کو ان کا گرویدہ بنادیا۔ بغداد میں کچھ دن قیام کر کے آپ بغداد کا رخ کرے۔

واپس آگئے اور اپنے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر ان سے استفادہ کرتے رہے۔ اسی اثناء میں حاکم نیاپوری رحمہ اللہ "بغداد" آئے تو امام ابو بکر رازی رحمہ اللہ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی رائے اور ان کے مشورے سے حاکم نیاپوری رحمہ اللہ کے ساتھ نیاپور چلے گئے۔ آپ نیاپور میں حصول علم میں منہمک اور ہمہ تن مشغول تھے کہ مشفق استاد امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی وفات ہو گئی، ان کی وفات کی خبر پا کر آپ ۴۴۴ھ میں بغداد واپس آگئے اور اپنے شیخ کی مسند تدریس پر متمکن ہو گئے (۷)

اساتذہ حدیث

امام ابو بکر رازی رحمہ اللہ جہاں فقہ اور اصول فقہ میں مہارت، درک اور ید طولی کے حامل ہیں۔ وہیں علم حدیث میں بھی اپنا ایک اہم اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے علم حدیث کی سماعت و روایت بڑے بڑے نامور محدثین اور ماہرین جرح و تعدیل سے کی جن میں السری بن خزیمہ، ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ، عثمان بن سعید دراری، ابو قلابہ، عبد اللہ بن احمد، حسن بن سلام اور ابراہیم بن عبد اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان میں سے ہر ایک فرد اپنے وقت کا ماہ کامل تھا اور علم حدیث میں ید طولی رکھتا تھا۔ ان کی صحبت نے آپ کے اندر بھی علم حدیث میں کمال پیدا کیا، اور آپ محدثین کے حلقہ میں محدث نیاپور کے معزز لقب سے یاد کئے جانے لگے (۸)

احکام القرآن میں آپ نے زیادہ تر احادیث عبد الباقی بن قانع سے روایت کی ہیں۔ (۹)
آپ کے اساتذہ حدیث کی فہرست سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علم حدیث میں آپ کا کیا مقام اور رتبہ ہے۔

اساتذہ فقہ

آپ نے فقہ کی تعلیم امام ابو سہل اور امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے حاصل کی، امام کرخی رحمہ اللہ سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ تاحیات ان سے وابستہ رہے، اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین قرار پائے (۱۰)

تلاذہ

تحصیل علم سے فراغت پا کر، اور ہر فن میں کمال پیدا کرنے کے بعد آپ سرزمین بغداد میں اپنے استاد ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو گئے۔ آپ کا علمی شہرہ جلد ہی دور دور

ہونے لگا، اور فقہ و حدیث دونوں کے امام تسلیم کئے جانے لگے، اکناف عالم سے جتنے گان علوم نبوت جوق در جوق بغداد آکر آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے، بیک وقت سنیکٹوں افراد آپ کے درس میں شریک ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے اور حدیث و فقہ میں کمال پیدا کرتے۔

آپ سے احادیث کی سماعت اور روایت کرنے والوں میں آپ کے رفیق خاص ابو عبد اللہ بن الاخرم، ابو علی الحافظ، ابو عمرو بن حمدان، ابو احمد حاکم سہل بن عثمان، عبد العزیز بن یحیی المدنی اور احمد بن منیع سرفہرست ہیں۔ (۱۱)

اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں ابو بکر احمد بن موسیٰ التوارمی، ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ الجرجانی شیخ القدوری، ابو الفرج احمد بن محمد، ابو جعفر محمد بن احمد النخعی، ابو الحسن محمد بن احمد الزعفرانی، ابو الحسن الکماری، قابل ذکر ہیں۔ (۱۲)

زہد و تقویٰ

ایک عالم دین کا سب سے بڑا وصف اور اس کمال یہ ہے کہ وہ زہد و تقویٰ اور خشیت الہی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہو، علم والوں کی کیفیت قرآن ان الفاظ میں بتاتا ہے:

انما یخشى الله من عباده العلماء (سورہ فاطر: ۲۸)

بیشک اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔

امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ جہاں علوم و معارف میں یگانہ روزگار تھے، وہیں اپنے وقت کے بڑے زاہد، عارف، عابد، مستقی اور سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے تھے۔ ظہیب بغدادی نے آپ کے زہد و تقویٰ کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

آپ اپنے وقت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کے امام اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے، آپ کو عمدہ قضاء کی پیش کش کی گئی، مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، دوبارہ لوگوں نے آپ کو قضا کی ذمہ داری سونپنی چاہی مگر آپ کنارہ کش رہے۔ (۱۳)

علامہ صمیری نے آپ کے متعلق تحریر کیا ہے:

امام ابو بکر جصاص رازی رحمہ اللہ زہد و ورع میں مستندین کے نقش قدم پر تھے (۱۴)

علامہ ابن العواد المصنلیٰ کی آپ کے متعلق شہادت ہے:

آپ زہد اور دنیاداری میں مشہور تھے، آپ کے سامنے قاضی القضاۃ کا عمدہ پیش کیا گیا مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا (۱۵)

علامہ عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ زہد و ورع میں اپنے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کے نقش قدم پر تھے۔ (۱۶)

عہدہ قضا کے قبول کرنے سے انکار

امام ابو بکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے جس دور میں آنکھیں کھولی تھیں، اسلامی حکومت کی برکات سے دنیا فیض یاب ہو رہی تھی۔ علماء اپنے فضل و کمال کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے، اور عہدہ قضا کی پیش کش ان کے لئے مسرت کا باعث ہوتی۔ مگر امام رازی رحمہ اللہ اپنے کو اہل دنیا اور اہل ثروت سے دور رکھتے، دنیا پرستوں سے ان کی طبیعت کو سنت نفور تھا، ان کے علمی فضل و کمال اور زہد و ورع کا اثر خلیفۃ المسلمین پر بھی تھا۔ انھیں قاضی القضاۃ کا عہدہ دوبار پیش کیا گیا مگر ہر بار انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امام ابو بکر ہری نے اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

فصل بن جعفر المقتدر باللہ مطیع نے مجھے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کرنا چاہا، خلیفہ کے قاصد ابوالحسن بن ابی عمرو الشیبانی تھے، میں نے اس منصب کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کا مشورہ دیا کہ انھیں اس عظیم منصب پر فائز کیا جائے وہ اس کے زیادہ اہل ہیں۔ چنانچہ خلیفہ کے قاصد نے انھیں اس عہدہ کی پیش کش کی، اور مجھ سے اس سلسلہ میں معاونت چاہی، امام رازی رحمہ اللہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میری جب ان سے تنہائی میں گفتگو ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے اس منصب کے قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ خلیفہ کے قاصد حسن بن عمرو نے دوبارہ انھیں یہ عہدہ پیش کیا۔ اور میں نے ان کی مدد کرنی چاہی، تو انھوں نے کہا کہ کیا میں نے آپ سے مشورہ نہیں کیا تھا؟ تو آپ نے اس سے کنارہ کش رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ سن کر خلیفہ کا قاصد برہم ہو کر کہنے لگا کہ آپ خود ایک شخص کے ہارے میں کھتے ہیں کہ ان کو اس منصب کی پیش کش کی جائے اور پھر اس شخص سے کہتے ہیں اسے قبول مت کرنا۔ میں نے کہا کہ اس سلسلہ میں میرے سامنے حضرت انس بن مالک بن انس کا اسوہ موجود ہے کہ انھوں نے اہل مدینہ کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں قاری نافع کو امام بنائیں اور خود نافع سے کہا کہ وہ اس منصب کو قبول نہ کریں۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے تم لوگوں کو امام بنانے کا مشورہ ہایں وجہ دیا کہ

میری نگاہ میں اس جیسا کوئی دوسرا شخص اس منصب کا اہل نہیں ہے۔ اور ان کو عہدہ رہنے کا مشورہ یوں دیا کہ جب وہ اس منصب کو قبول کر لیں گے تو ان کے بہت سے حاسد اور دشمن پیدا ہو جائیں گے، اسی طرح میں نے آپ کو امام ابو بکر جصاص رازی رحمہ اللہ کو منصب قضا پر فائز کرنے کا مشورہ دیا کیوں کہ میں ان سے زیادہ اس کا اہل کسی کو نہیں پاتا اور ان کو اس سے عہدہ رہنے کا حکم دیا کیوں کہ عہدہ گئی ہی میں ان کے لئے سلامتی اور عافیت ہے، (۱۷)

امام جصاص رحمہ اللہ کے اس موقف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں دنیا اور دنیا کے مال و متاع سے کس قدر نفور تھا، اس عہد میں اس طرح کے مناصب پر جو کوئی شخص فائز ہوتا، تو اس کے حاسدین اور دشمن پیدا ہو جاتے، جو طرح طرح سے اسے رسوا اور بدنام کرنے کی سعی کرتے۔ اس لئے محتاط علما، حکومت سے عہدہ رہ کر کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت میں مہمگم رہتے، امام جصاص رحمہ اللہ کے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کو بھی منصب قضا کی پیش کش کی گئی مگر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امام کرخی رحمہ اللہ اس بارے میں اتنے سخت تھے کہ جب ان کے تلامذہ میں سے کوئی اس طرح کا منصب قبول کرتا تو اس سے اپنے تعلقات ختم کر لیتے۔ ان کے ایک شاگرد ابوالقاسم علی بن محمد التنوخی کسی جگہ کے قاضی بن گئے۔ جب امام کرخی رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا تو ان سے قطع تعلقی کر لیا، اور خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ اور جب وہ بغداد آئے تو شیخ نے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میرا اور اس کا فقر و فاقہ میں ساتھ تھا۔ اور اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ یومیہ اس کے دسترخوان پر دو دینار صرف کئے جاتے ہیں۔ (۱۸)

علم حدیث میں مقام

امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ جس عہد میں پیدا ہوئے وہ عہد علم حدیث اور علم فقہ کا عہد شباب تھا، بڑے بڑے محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تدوین و تبویب اور اس کے بال و پر سنوارنے میں ہمہ تن مشغول تھے، جن میں ائمہ جرح و تعدیل، احادیث کے غوامض و علل کے ماہرین بھی تھے، اور ان میں اصحاب سنن و مجامع بھی تھے، السرمی بن خزیمہ، محدث ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ، صاحب سنن دارمی عثمان بن سعید دارمی جیسے شیوخ حدیث کی صحبت میں رہ کر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی سماعت و روایت کی، اور علم حدیث میں کمال و درک پیدا کیا۔ آپ جس طرح طبقہ فقہاء میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح محدثین کے درمیان بھی آپ بڑی عظمت رکھتے ہیں۔ اور علم حدیث میں اپنے کمال کی وجہ سے اہل علم کے نزدیک محدث نیا پور، کے معزز لقب سے یاد کئے

جاتے ہیں، صاحب تذکرہ الحفاظ نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

الحافظ اللام محدث نیساپور (۱۹)

علامہ شمس الدین ذہبی نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

الامام الحافظ العلامة الناقد ابوبکر (۲۰) کہ آپ امام، حافظ حدیث، علامہ اور ناقد تھے،

محقق ابن عقدہ نے آپ کو حافظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ (۲۱)

محمد بن عبد الباقی الزرقانی نے مواہب الدنیہ کی شرح میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ابوبکر الرازی رحمہ اللہ احمد بن علی بن حسین الامام الحافظ محدث نیساپور من

ائمہ الحنفیۃ سمع ابا حاتم وعثمان الدارمی (۲۲)

امام حافظ، محدث نیساپور ابوبکر رازی رحمہ اللہ احمد بن علی بن حسین ائمہ احناف میں سے ہیں، حدیث کی سماعت ابوجاتم اور عثمان الدارمی سے کی۔

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کی حدیث میں کوئی مستقل تصنیف کا پتہ نہیں چلتا ہے، تاہم ان کی کتاب احکام القرآن سے جہاں ان کا فقہی رتبہ، اور فقہی بصیرت، مذاہب علماء سے واقفیت، اور فنی تفسیر میں مہارت کا پتہ چلتا ہے وہیں احکام القرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جصاص رحمہ اللہ بحر فی الحدیث، احادیث کی تحقیق و توضیح، اس کے علل و غوامض کی معرفت اور فنی اسماء الرجال میں کمال کے لحاظ سے بڑے بڑے محدثین کے ہم رتبہ ہیں۔ احکام القرآن فقہ و حدیث دونوں کا سنگم ہے اسی لئے اہل علم کے درمیان اس کی پزیرائی ہوئی۔ امام جصاص رحمہ اللہ کا طرز نگاش یہ ہے کہ پہلے آیت قرآنی ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے تحت مسائل اور ائمہ کے مذاہب بیان کرتے ہیں اور پھر احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ بحیثیت فقیہ

امام صاحب رحمہ اللہ مذاہب ائمہ کی معرفت میں ید طولی رکھتے ہیں، ائمہ اربعہ کے علاوہ ان ائمہ کے مذاہب سے بھی پوری طرح واقف ہیں جن کے مذاہب مدون نہیں ہوئے ہیں، چنانچہ احکام القرآن میں ائمہ اربعہ کے علاوہ ابن ابی لیلیٰ، ثوری، حسن بن صالح، عبد اللہ بن الحب العنبرمی اور امام اوزاعی کے مذاہب شرح و بطل کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو تمام ائمہ کے مذاہب پر عمیق نظر رکھتا ہو۔ اہل علم کے نزدیک آپ کی فقہیت اور مجتہدانہ شان مسلم ہے۔ صاحب معجم المؤلفین نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

امام ابو بکر فقیہ اور مجتہد تھے (۲۳)

علامہ ابن العما د الحنبلی نے کہا ہے کہ آپ فقیہ تھے (۲۴)

علامہ ابو الفرج ابن الجوزی کا بیان ہے:

ابو بکر رازی رحمہ اللہ اپنے وقت کے فقیہ اور اہل الراۓ کے پیشوا تھے، اور زہد و درع میں مشہور تھے۔ (۲۵)
ائمہ احناف کے نزدیک امام جصاص رحمہ اللہ کے اقوال اور ان کی آراء بڑی اہمیت رکھتی ہیں،
بطور استدلال انہیں پیش کیا جاتا ہے، صاحب طبقات السنیہ نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا
ہے:

امام رازی رحمہ اللہ بڑی شان والے ہیں، جصاص رحمہ اللہ سے معروف ہیں جو ان کا لقب ہے،
ہمارے ائمہ کی کتابیں اور کتب تاریخ ان کے ذکر سے بھری ہیں، صاحب خلاصۃ الفتاویٰ نے "دیات اور
شرکت" میں "جصاص رحمہ اللہ" کے لفظ سے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے رازی جصاص کہہ
کر آپ کی رائے نقل کی ہے۔
صاحب فقیہ نے خواہر زادہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے:

غبن فاحش (بازار کے عام نرخ سے بہت زیادہ قیمت) کے ساتھ کوئی چیز فروخت کی گئی، تو اس
بیع کا کیا حکم ہوگا؟ امام جصاص رحمہ اللہ نے جواباً ابو بکر رازی کے نام سے معروف ہیں اپنے "واقعات" میں
لکھا ہے کہ خریدار کو اس کا اختیار ہے کہ وہ رہن واپس کر کے ادا کردہ قیمت واپس لے لے، اور فروخت
کرنے والے کو چاہئے کہ وصول کیا ہو ادا م لوٹا دے (۲۶)

امام جصاص رازی رحمہ اللہ اور طبقات فقہیہ

فقہاء و احناف کے سات طبقے بیان کئے گئے ہیں، اور امام جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کو طبقہ
چہارم میں شمار کیا گیا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے، یہ فیصلہ ان کے فقہی مقام کے مناسب نہیں ہے۔ اگر
امام صاحب کی تصانیف احکام القرآن وغیرہ کو سامنے رکھ کر ان کا فقہی مقام متعین کیا جاتا تو انہیں طبقہ
سوم میں ضرور رکھا جاتا۔ یہ کس قدر نا انصافی ہے کہ شمس الاممہ وغیرہ جو ان کے خوشہ چین ہیں، انہیں تو
طبقہ سوم میں رکھا گیا اور امام صاحب کو طبقہ چہارم میں۔ علامہ نعسانی امام جصاص رحمہ اللہ کے درجہ و رتبہ
کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

بعض علماء نے امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ کو "اصحاب تخریج" میں شمار کیا ہے۔ جو اگرچہ اجتہاد کی
اہلیت نہیں رکھتے مگر اصول اور آخذ شرعیہ پر حاوی ہونے کی وجہ سے ائمہ کرام سے منقول کسی مبہم و مجمل
قول کی وضاحت کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ مگر بعض دیگر علماء نے امام جصاص رحمہ اللہ کو چوتھے طبقہ

میں شمار کئے جانے پر سنت نکیر کی ہے اور کہا ہے کہ ان کو طبقہ چہارم میں رکھنا ان پر ظلم ہے اور انہیں ان کے اصل درجہ سے گرانا ہے۔ جو شخص ان کی تصانیف اور ان کے اقوال و آراء کا تتبع کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ابن کمال پاشا وغیرہ نے جن فقہاء کو، مجتہدین فی المسائل، میں شمار کیا ہے مثلاً شمس اللامہ وغیرہ، وہ سب امام رازی رحمہ اللہ کے محتاج اور خوش چہین ہیں، لہذا وہ زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا جائے (۲۷)

امام جصاص رازی رحمہ اللہ کی فقہی آراء سے کتب احناف بھری ہوئی ہیں، متاخرین فقہاء ان کے اقوال کو حجت و سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کی جلالت شان اور فقاہت کا تقاضا ہے کہ انہیں طبقہ سوم میں رکھا جائے جو اگرچہ اصول و فروع میں اپنے امام کے تابع رہتے ہیں مگر غیر منقول مسائل کے احکام اپنے اجتہاد و استنباط سے بیان کرتے ہیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ کے فضل و کمال کا اعتراف

ہر دور میں علماء و محدثین اور مؤرخین نے امام جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کے علمی کمالات اور فضل و کمال کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اور ان کی علمی خدمات کو داد تحسین دی ہے، ہر مکتب فکر میں وہ قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، طبقہ محدثین میں حافظ، ناقد اور محدث نیاپور کے معزز القاب سے یاد کئے جاتے ہیں، اور طبقہ فقہاء میں، فقیہ و مجتہد کہے جاتے ہیں اور صوفیاء کی جماعت میں زاہد، عارف اور متقی سے مشہور ہیں۔

امام صاحب کی جلالت شان اور علمی مقام کے اظہار کے لئے چند معروف ائمہ کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کی عظمت کا پتہ لگ سکے۔

سلم الوصول کے مؤلف نے امام صاحب کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے:

امام ابوبکر علامہ اور فقیہ تھے، مذہب حنفی کی ریاست بغداد میں ان پر ختم ہو گئی۔ ان کی طرف فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کا رجوع عام ہوا۔ (۲۸)

تراجم الرجال میں لکھا ہے:

طبقہ فقہاء میں ان کی سزا بہ دور اور تصنیف کے لحاظ سے نہ تو ان سے پہلے کوئی ہوا اور نہ بعد میں۔ (۲۹)

النجوم الزاہرۃ میں ہے:

امام ابوبکر اپنے زمانہ میں احناف کے پیشوا تھے۔ (۳۰)

تاریخ بغداد میں ہے:

وہ اپنے وقت میں اصحاب الراہی (حنفیہ) کے امام تھے۔ (۳۱))
 علامہ ابن کثیر کا قول ہے:
 ان کے وقت میں مذہب حنفی کی ریاست ان پر ختم ہو گئی، دنیا کے ہر گوشہ سے ان کی طرف
 طالبان علوم نبوت کا رجوع ہوا۔ (۳۲)
 خطیب بغدادی کی شہادت ہے:
 آپ اپنے زمانہ میں امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے پیشوا اور زہد و ورع میں مشہور تھے۔ (۳۳)
 صاحب تذکرۃ الحفاظ نے لکھا ہے:
 آپ حافظ حدیث، امام اور محدث نیا پور تھے۔ (۳۴)
 ابن العماد الحنبلی کا بیان ہے:
 مذہب حنفی کی ریاست ان پر ختم ہو گئی۔ زہد اور دیانت داری میں مشہور تھے۔ (۳۵)
 ابن الجوزی لکھتے ہیں:
 ابوبکر ارمی رحمہ اللہ فقیر اور اپنے وقت میں اہل الراہی کے مقتد اور زہد و ورع میں معروف تھے (۳۶)
 علامہ کاسانی نے آپ کو حجتہ الاسلام کہا ہے۔ (۳۷)

سانحہ ارتحال

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کا انتقال ۶۵ سال کی عمر میں مقام طبران میں ۷ ذی الحجہ سن ۳۷۰ھ کو اتوار کے دن ہوا۔ نماز جنازہ آپ کے نامور شاگرد فقیر ابوبکر خوارزمی نے پڑھائی۔ اور ہزاروں سو گواروں نے اپنے محبوب کے جسد خاکی کو سپرد خاک کیا۔ (۳۸)
 علامہ زرقانی صاحب مواہب الدنیہ نے آپ کا سنہ وفات سن ۳۰۵ھ (۳۹)
 اور علامہ شمس الدین ذہبی نے سن وفات ۳۱۵ھ ذکر کیا ہے (۴۰)
 تذکرۃ الحفاظ میں بھی ۳۱۵ھ سنہ وفات لکھا ہے۔ (۴۱)

تصانیف

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ فقہاء احناف کے طبقہ مجتہدین فی المذہب، میں شمار کئے جاتے ہیں (۴۲) آپ نے فقہ، تفسیر اور اصول فقہ میں بڑی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، اور مذہب حنفی کی مختصرات کی شروح لکھ کر علماء کے لئے ان سے استفادہ آسان کر دیا۔ ان مختصرات کی شروح طبقہ علماء میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ سب نے جن ائمہ کی مختصرات کی شروح لکھیں ان میں امام محمد

بن الحسن الشیبانی اور امام ابو جعفر طحاوی، خصاف اور کرخی رحمہ اللہ ہیں۔

علامہ ابن الندیم نے، الفہرست میں آپ کی پانچ تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

آپ کی تصنیفات میں (۱) احکام القرآن (۲) امام محمد بن الحسن کی الجامع الکبیر کی شرح کا نسخہ اول (۳) نسخہ ثانیہ (۴) مختصر طحاوی کی شرح (۵) اور کتاب المناہک ہے۔ (۴۳)

علامہ لکھنوی نے شرح اسماء الحسنی، چند فتاویٰ اور اصول فقہ کے موضوع پر ایک کتاب کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (۴۴)

صاحب ہدیت العارفین نے ۹ تصنیفات اور چند فتاویٰ کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں مذکورہ کتابوں کے علاوہ امام خصاف ادب القضاء کی شرح، جامع الصغیر کی شرح، شرح مختصر طحاوی، شرح مختصر کرخی رحمہ اللہ کا ذکر شامل ہے۔ (۴۵)

مگر تلاش و متبع کے بعد امام جصاص رحمہ اللہ کی ۱۲ تصنیفات و شروح کا پتہ چلتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) احکام القرآن:

احکام القرآن، کے نام سے مختلف ائمہ نے کتابیں لکھی ہیں، صاحب کشف الظنون ان کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

احکام القرآن کے نام سے سب سے پہلے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (م ۲۰۴ھ) نے کتاب تصنیف کی، ان کے بعد شیخ ابوالحسن علی بن حجر السدی (م ۲۴۴ھ) قاضی ابواسحاق اسماعیل الزدی، البصری (م ۲۸۲ھ) شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزید القسیمی (م ۳۰۵ھ) امام ابو جعفر الطحاوی، الحنفی (م ۳۲۱ھ) ابو محمد القاسم بن اصبح القرطبی (م ۳۴۰ھ) امام ابوبکر احمد بن علی، الجصاص، الرازی، الحنفی (م ۳۷۰ھ) امام ابوالحسن الہراسی الشافعی (م ۵۰۴ھ) قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی (م ۵۴۳ھ) اور شیخ عبد المنعم الفرناطی (م ۵۹۷ھ) نے احکام القرآن کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔ (۴۶)

مگر ان سب میں زیادہ شہرت اور پذیرائی امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کی احکام القرآن کو ہوئی، چنانچہ احکام القرآن لفظی کے مقدمہ میں، احکام القرآن، کے عنوان سے لکھی جانے والی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

صاحب کشف الظنون نے احکام القرآن، کے نام سے جن کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، ان میں

احکام القرآن کی خصوصیات

امام جصاص رحمہ اللہ کو احکام القرآن کی مقبولیت و پذیرائی ان خصوصیات کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے جو اسے دیگر کتابوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ مثلاً:

۱- احکام القرآن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام جصاص رحمہ اللہ ہر آیت کی مختصر مگر نہایت جامع اور اطمینان بخش تفسیر اور اس کی تشریح و توضیح کر کے قاری پر آیت قرآنی کا مفہوم اور مراد خداوندی واضح کرتے ہیں۔

۲- ہر آیت کی تفسیر کے ساتھ امام جصاص رحمہ اللہ ان جملہ احکام کو بیان کرتے ہیں جو ائمہ مجتہدین نے اس آیت سے مستنبط کئے ہیں، اور ساتھ ہی اصول و قواعد کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔

۳- متفق علیہ مسائل کے ساتھ مختلف فیہ مسائل اور ان کے دلائل بھی شرح و بطل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔

۴- مذاہب فقہاء ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کے اقوال و مستدلّات کے درمیان محاکمہ کر کے راجح، مرجوح صحیح اور ضعیف کو منصفانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۵- ناخ و منوخ آیات اور آیات کے اسباب نزول کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

۶- باوجودیکہ امام جصاص رحمہ اللہ فقہ حنفی کے پیروکار ہیں مگر ان کا قلم نہایت معتدل ہے، بڑی فراخ دلی کے ساتھ دیگر ائمہ کے مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

۷- احکام القرآن میں امام جصاص رحمہ اللہ نے صرف ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے اقوال کے نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دیگر ائمہ مجتہدین جن کے مذاہب و آراء مدون نہیں ہیں، ان کو بھی بڑی شرح و بطل کے ساتھ ذکر کیا ہے، ائمہ اربعہ کے علاوہ امام جصاص رحمہ اللہ نے امام ابن ابی لیلیٰ ثوری، حسن بن صالح، عبد اللہ بن الحسن العنبري، اوزاعی وغیرہم کے مذاہب اور ان کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

۸- احکام القرآن کی زبان نہایت سادہ، عام فہم اور بڑی دل دلنشین ہے۔ مصنف اپنی بات قاری کے دل میں اتارنے کے لئے آسان سے آسان تعبیر اختیار کرتے ہیں۔ (۳۷)

نمونہ کی عبارت:

بطور نمونہ صرف ایک آیت "انما حرم علیکم المیتة والدم" کے تحت امام جصاص رحمہ اللہ کی ایک عبارت کا ترجمہ ملاحظہ کیا جائے مردہ جانور کی کھال کی دباغت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے

ہیں:

فقہاء کا دباغت کے بعد مردہ جانور کی کھال کے حکم میں اختلاف ہوا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، ان کے اصحاب حسن بن صالح، سفیان ثوری، عبد اللہ بن الحسن العنبري، اور اعمیٰ اور امام شافعی دباغت کے بعد اس کی خرید و فروخت اور اس سے انتفاع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ امام شافعی اس حکم سے کہتے اور خنزیر کی کھال کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ مگر ہمارے اصحاب نے کہتے اور دوسرے جانوروں کی کھالوں کے درمیان فرق روا نہیں رکھا ہے۔ اور خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالوں کو دباغت کے بعد پاک قرار دیا ہے۔ امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دباغت کے بعد اس کھال کو صرف بیٹھنے کے مصرف میں لیا جاسکتا ہے، اسے فروخت کرنا یا اس پر نماز پڑھنا درست نہیں۔ امام لیث بن سعد کا مذہب ہے کہ مردے کی کھال دباغت سے قبل بھی فروخت کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ خریدار کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔ (۴۸)

(۲) اصول الفقہ المسمی بالفصول فی الاصول:

یہ امام جصاص رحمہ اللہ کی اصول فقہ میں نہایت اہم کتاب ہے، حال ہی میں کویت کی وزارت الاوقاف و لشئون الاسلامیہ نے دکتور جمیل جاسم النشی کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں ڈاکٹر نشی کا ۷۳ صفحات پر مشتمل قیمتی مقدمہ ہے، جس میں امام جصاص رحمہ اللہ کے حالات، ان کی تصنیفات اور مذکورہ کتاب کا پورا تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ کتاب احکام القرآن سے پہلے لکھی گئی ہے، اسے امام جصاص رحمہ اللہ نے، احکام القرآن، کے مقدمہ کے طور پر لکھا تھا۔ جیسا کہ انھوں نے احکام القرآن کے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے، (۴۹)

جلد اول مقدمہ اور فہرست کے ساتھ ۴۳۴ صفحات پر مشتمل ہے "عام" کی بحث سے ابتدا ہوئی

ہے اور

"الخبرین اذا کان کل واحد منهما عاما من وجه و خاصا من وجه اخر"

پر ختم ہو گئی ہے جلد دوم صفتہ البیان سے شروع ہو کر "نسخ القرآن بالسنۃ" کی بحث پر ختم ہو گئی ہے اس کے صفحات ۳۷۹ ہیں، جلد سوم "ذکر نسخ النسخ من الاحکام" سے شروع ہو کر "القول فی النافی و بل علیہ دلیل" پر ختم ہو گئی ہے، اس کے صفحات ۴۱۴ ہیں۔

(۳) شرح الجامع الکبیر:

الجامع الکبیر امام ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی الحنفی رحمہ اللہ (م ۱۸۰ھ) کی فروع میں نہایت اہم کتاب ہے، علامہ سر قندی (م ۳۷۳ھ)، فرالاسلام بزدوی (م ۴۸۲ھ)، قاضی دیوبند (م

۴۲۲ھ) امام بربان الدین صاحب المیخ، شمس الائمۃ الخوانی (م ۷۳۳ھ) شمس الائمۃ السرخسی (م ۳۸۳ھ) محمد بن علی البرجانی (م ۷۳۴ھ)، جمال الدین الحسیری (م ۶۳۶ھ) ملک معظم، امام ابو نصر البخاری (م سن ۵۸۶ھ) اور امام طحاوی (۷۳۱ھ) جیسے اجلۃ علماء نے "الجامع الکبیر" کی شرحیں لکھی ہیں، امام جصاص رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح لکھی تھی۔ صاحب کشف الظنون اور دیگر مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ (۵۰) تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔

(۴) شرح الجامع الصغیر:

یہ بھی امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ کی معرکتہ الآراء کتاب، الجامع الصغیر، کی شرح ہے۔ یہ کتاب فقہ حنفی کی قدیم اور بڑی معتبر کتاب ہے، اس میں ۵۳۲ مسائل ذکر کئے گئے، جن میں سے ۱۷۰ مسائل میں اختلاف ذکر کیا گیا ہے۔ قیاس اور استحسان صرف دو مسئلوں میں بیان کیا گیا ہے، اس کے مشہور شارحین میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (م ۳۲۱ھ) اور امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (م ۳۷۰ھ) ہیں۔ (۵۱)

امام جصاص رحمہ اللہ کی شرح الجامع الصغیر غالباً شائع نہیں ہوئی ہے۔

(۵) شرح المناسک:

یہ امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب، المناسک، کی شرح ہے، (۵۲) علامہ ابن الندیم نے اس کا نام، کتاب المناسک، بتایا ہے، (۵۳) اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے، لطیف، اور بڑی عمدہ کتاب ہے، (۵۴) یہ بھی غالباً شائع نہیں ہوئی ہے۔

(۶) شرح مختصر الطحاوی:

مختصر الطحاوی امام ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) کی فقہ میں بڑی جامع کتاب ہے۔ اور فقہ حنفی میں لکھی جانے والی سب سے پہلی مختصر ہے، اس کا اسلوب اور طرز نگارش، "مختصر المزنی" جیسا ہے، مختلف ائمہ نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، جن میں امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ بھی ہیں۔ ان کی مصنفات میں شرح مختصر الطحاوی کو صاحب کشف الظنون (۵۵) ابن الندیم (۵۶) تقی الدین الغزی (۵۷) صاحب ہدیت العارفین (۵۸) اور علامہ عبدالمجید لکھنوی (۵۹) نے شمار کیا ہے، شرح مختصر الطحاوی للرازی رحمہ اللہ کا ایک مخطوطہ استنبول کے مکتبہ سلیمانہ میں ۱۷ نمبر کے تحت پایا جاتا ہے۔ (۶۰)

(۷) شرح آثار الطحاوی:

امام جصاص رحمہ اللہ کی "شرح سنن الطحاوی" کا تذکرہ راقم الحروف کو صرف "اصول الفقہ المسی بالفصول فی الاصول" کے مقدمہ میں ملا (۶۱) دیگر مؤرخین نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ امام طحاوی کی مصنفات میں بھی "شرح سنن الطحاوی" نامی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا ہے، کتاب الآثار امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصنیف ہے، صاحب کشف الظنون نے ذکر کیا ہے کہ امام طحاوی نے اس کی شرح کی تھی (۶۲) غالباً شرح آثار الطحاوی "اسی کی شرح الشرح ہے۔

(۸) مختصر اختلاف الفقہاء للطحاوی:

اختلاف بالعلماء امام طحاوی کی بڑی ضخیم کتاب ہے جو ۱۳۳ حصوں پر مشتمل ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے اس کی تلخیص کی تھی، یہ تلخیص استنبول کے مکتبہ جبار اللہ ولی الدین میں منقوط کی شکل میں ہے۔ (۶۳)

(۹) شرح ادب القاضی للنخاص:

ادب القاضی امام ابوبکر احمد ابن عمرو النخاص (م ۲۶۱ھ) کی نہایت عمدہ تصنیف ہے یہ ۱۲۰ ابواب پر مشتمل ہے، مختلف ائمہ نے اس کی شروحات لکھی ہیں، جن میں امام جصاص رحمہ اللہ بھی ہیں۔

(۱۰) شرح مختصر کرخی رحمہ اللہ:

امام جصاص رازی رحمہ اللہ کے استاذ و شیخ امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ نے۔ مختصر کے نام سے فقہ میں ایک اہم کتاب لکھی تھی، جس میں احتصار ولہجہ کے ساتھ فقہ حنفی کے مسائل جمع کئے گئے تھے امام رازی رحمہ اللہ نے اس کی شرح لکھ کر اس سے استفادہ آسان کر دیا۔

(۱۱) شرح الاسماء الحسنی:

(۱۲) جوابات المسائل: (۶۵)

(بشکریہ سہ ماہی بحث و نظر شمارہ اپریل جون ۱۹۹۱ء)

حواله جات

- ١- تذكرة الحفاظ ٤٨٨/٣ طبع: دار احياء التراث العربى، الطبقات السنية في تراجم المنفية ٣١٢/١-
حديقة العرفين ٦٦/١ بيروت، لبنان-
- ٢- الفوائد البهية ص ٢٨
- ٣- بحواله بالا، تمهيد اصول فقہ المسی بالفصول فی الاصول : ص ١٢/١ بحواله رواصات الجنات
ص: ٣٢٠
- ٤- بحواله بالا
- ٥- فوائد البهية: ص ٢٤
- ٦- تذكرة الحفاظ ٤٨٨/٣
- ٧- فوائد البهية: ص ٢٦- الطبقات السنية ٣١٢/١- تمهيد اصول فقہ المسی بالفصول فی الاصول ١٣/١
- ٨- تذكرة الحفاظ ٤٨٨/٣، سير اعلام النبلاء، شمس الدين ذهبى ٢٣٥/١٥
- ٩- فوائد البهية: ص ٢٤
- ١٠- ايضاً
- ١١- تذكرة الحفاظ ٤٨٨/٣، سير اعلام النبلاء ٢٣٥/١٥
- ١٢- الطبقات السنية ٣١٢/١ فوائد البهية: ص ٢٤ مقدمه احكام القرآن ٣/١
- ١٣- بحواله الفوائد البهية ص: ٢٤
- ١٤- الطبقات السنية ٣١٢/١
- ١٥- شذرات الذهب ١/٣، دار الفكر
- ١٦- فوائد البهية ص: ٢٤
- ١٧- الطبقات السنية في تراجم المنفية ٣١٣/١- تمهيد اصول الفقہ المسی بالفصول فی الاصول ١٣/١
- ١٨- بحواله بالا
- ١٩- تذكرة الحفاظ ٤٨٨/٣
- ٢٠- سير اعلام النبلاء ٢٣٥/١٥٠
- ٢١- بحواله الفوائد البهية، ص ٢٨-

- ۲۲- ایضاً
- ۲۳- حاشیہ الفوائد البہیہ ص: ۱۶
- ۲۴- معجم المؤلفین ۷۱۲- ط- دار الاحیاء التراث العربی، بیروت۔
- ۲۴- شذرات الذهب ۷۱۳/ ط دار الفکر
- ۲۵- کتاب المنتظم ۱۰۵/
- ۲۶- الطبقات السنیہ فی تراجم الخلفیہ ۴۱۲/
- ۲۷- حاشیہ الفوائد البہیہ ص: ۱۶
- ۲۸- بحوالہ تصحید اصول الفقہ ۱۵/
- ۲۹- تراجم الرجال ص: ۴
- ۳۰- النجوم الزاہرہ ۱۳۸/۴
- ۳۱- تاریخ بغداد ۳۱۴/۴
- ۳۲- البدایہ والنہایہ ۲۹۷/۱۱
- ۳۳- الجبر فی خبر من غیر ۳۵۴/۲
- ۳۴- تذکرۃ الحفاظ ۷۸۸/۳
- ۳۵- شذرات الذهب ۷۱۳/
- ۳۶- کتاب المنتظم ۱۰۵/
- ۳۷- بدائع الصنائع ۲۰۹۶/۴
- ۳۸- الطبقات السنیہ ۴۱۵/ الفوائد البہیہ ص: ۲۸- شذرات الذهب ۷۱۳/
- ۳۹- فوائد البہیہ ص: ۲۸
- ۴۰- سیر اعلام النبلاء ۲۴۶/۱۵
- ۴۱- تذکرۃ الحفاظ ۷۸۸/۳
- ۴۲- تعلیق السید النعمانی علی حاش الفوائد البہیہ ص: ۱۶
- ۴۳- الفہرست ص: ۴۴۰
- ۴۴- الفوائد البہیہ ص: ۲۸ آپ کی کتاب اصول فقہ کے موضوع پر کویت سے شائع ہوئی ہے۔
- ۴۵- ہدیۃ العارفین ۶۷۱/۱ شرح ادب القاضی للبصا ص رحمہ اللہ کا مخطوط نسخہ ہمدرد لائبریری، ہمدرد نگر میں موجود ہے۔
- ۴۶- کشف الظنون حاجی خلیفہ ۲۰/۱

- ۳۷- مقدمہ احکام القرآن للطبری ۱۳/۱
- ۳۸- احکام القرآن ۱۱۵/۱ ص: ۲
- ۳۹- جلد رابع پریس میں تھی کہ سانحہ کویت پیش آگیا اور اس طرح سے اہل علم ایک گوہر نایاب سے محروم ہو گئے۔ خدا کرے یہ جلد بھی شائع ہو کر امت کے ہاتھوں تک پہنچے۔ (نسیم)
- ۵۰- کشف الظنون ۵۶۸/۱ الفوائد البہیہ ص: ۲۸ معجم المؤلفین ۷/۲ حدیۃ العارفین ۶۷/۱، الطبقات السنیہ ۳۱۵/۱- الفہرست ص: ۳۱۰
- ۵۱- کشف الظنون ۵۶۲/۱- ۵۶۱، حدیۃ العارفین ۶۷/۱
- ۵۲- کشف الظنون ۱۸۳/۲، حدیۃ العارفین ۶۷/۱
- ۵۳- الفہرست ص: ۳۴
- ۵۴- ایضاً-
- ۵۵- کشف الظنون ۱۶۷/۲
- ۵۶- الفہرست ص: ۳۴۰
- ۵۷- طبقات سنیہ ۳۱۵/۱
- ۵۸- حدیۃ العارفین ۶۷/۱
- ۵۹- الفوائد البہیہ ص: ۲۸
- ۶۰- مقدمہ اصول الفقہ ۲۲/۱
- ۶۱- اصول فقہ ۲۲/۱
- ۶۲- کشف الظنون ۱۳۸۴/۲
- ۶۳- کشف الظنون ۳۲/۱
- ۶۴- کشف الظنون ۴۶/۱
- ۶۵- الفوائد البہیہ ص: ۲۸، طبقات سنیہ ۳۱۵/۱